اور اس کی ہر ایک بھوک کو قربان کرنا ممکن ہو جاتا ہے۔ قربانی کا نفسیاتی اور فطری فلسفہ ہی یہ ہے کہ بلند تر چیز کے لئے کمتر چیزوں کو بے دریغ لٹا دیا جائے۔ یہ بھی ایک خود غرضی ہے مگر وہ بلند ترین خود غرضی جس کے لئے دنیا کی زبان میں خلوص اور بے لوث ایثار کے الفاظ وضع کئے گئے ہیں۔ یہ بھی ایک بھوک ہے مگر اس کی غذا زندگی کی کوئی خود غرضانہ لذت نہیں ہے بلکہ خود غرضانہ جذبات کو خود ہی کھا کر یہ ابدی زندگی کی بھوک کو تسکین دیتی ہے

پھر یہ نظریۂ حیات کوئی کاغذی یا تخیلی نظریہ نہیں۔ بلکہ ہر مذہب اپنی بے داغ، غیر مسخ شدہ سچائی کے دور میں اس کی تاریخ پیش کر چکا ہے۔ بہترین تاریخی معیار پر آخر میں دنیا کا آخری دین اسلام اپنے قرون اولیٰ کی تاریخ میں اس کی تابناک مثال پیش کرتا ہے۔ اس کے واقعات و حقایق ظاہر کرتے ہیں کہ کس طرح ایک اپنے جیسے بھوکے انسان کے لئے صرف ایک روٹی کے دو ٹکڑے کرکے باہم تقسیم کئے جا سکتے ہیں اور ضرورت ہو تو دونوں ٹکڑے قربان کرکے بھوکا رہا جا سکتا ہے، کس طرح خوبصورت بیویوں کو طلاق دے کر ان اجنبی انسانی بھائیوں کے نکاح میں دیا جا سکتا ہے جو مکہ سے ترک وطن کرکے مدینہ میں غیر ازدواجی زندگی اور تنہائی کے دن گذار رہے ہیں اور کس طرح دولت کے آخری سکہ کو ضرورت مندوں پر قربان کئے بغیر رات کو میٹھی نیند سونا ناممکن ہو جاتا ہے۔ اسلامی دور عروج کی تاریخ اور آغاز اسلام کے زمانہ میں ان جیتے جاگتے ٹھوس واقعات کا سراغ تاریخ کا ہر حق پسند غیر جانب دار طالب علم لگا چکا ہے اور آج بھی با آسانی لگا سکتا ہے۔

اصولی طور پر زندگی کی ہر بھوک کو ابدی زندگی کی بھوک کے ماتحت لے آنے کے بعد پوری زندگی میں اس فیصلہ کو نافذ رکھنے کا راز انسانی ذہن کی اختیاری تبدیلی اور خدا کے تصور میں پوشیدہ ہے۔ ہر جگہ موجود، ہر چیز سے با خبر، ہر چیز کے پالن ہار قادر مطلق کا تصور! تاکہ اگر ذہنی لغزش کا مقام آئے تو خدا کا تصور اصولی راستہ سے ذہنی انحراف کا سد باب کرتا چلا جائے۔ دنیا کا بہترین دستور و قانون محض اعمال و کردار پر اور وہ بھی اس کے ظاہری گوشوں پر نافذ کیا جا سکتا ہے، اعمال کا بہت بڑا مخفی حصہ اور خیالات و جذبات کی ساری دنیا اس قانون کی دار و گیر سے اس پار ہی رہتی ہے۔ انسان کے لئے انسان کے بنائے ہوئے قانون کی یہی بنیادی خامی ہے۔ کیوں کہ عمل ہمارے خیال کا پرتو ہے اور جب تک خیالات زیر نگیں نہ لائے جائیں عمل کے دائمی خلوص و بقا کی کوئی ضمانت نہیں۔ کیسی بے چارگی کی بات ہے یہ! کس قدر مایوسانہ!

اور "اسلام" — ایک مکمل اور برحق دین کی آخری شکل میں ان اندھیروں کا سینہ چیرتا ہوا طلوع ہوتا ہے۔ گھٹاٹوپ منڈلاتے ہوئے، وحشیانہ اندھیاروں میں امید کی اکیلی شعاع — بھوک کی رات میں تسکین کی تنہا کرن!!

ادبیات

غزل

از

(جناب الم مظفر نگری)

دیوانگیٔ عشق کا ساماں لئے ہوئے
ذرّے کدھر چلے ہیں بیاباں لئے ہوئے

رسوائیٔ جنوں کی بہاریں ہیں ذمہ دار
ہر گل ہے میرا چاکِ گریباں لئے ہوئے

اک دل ہے اور اُس میں ہزاروں قیامتیں
پھرتا ہوں ساتھ کوچۂ جاناں لئے ہوئے

وہ جانتا ہے کاوشِ پنہاں کی لذتیں
لختِ جگر ہو جو سرِ مژگاں لئے ہوئے

ہونے لگی حقیقتِ درپردہ آشکار
جب آئے خود وہ جلوۂ امکاں لئے ہوئے

ڈھونڈا بہت پہ دولتِ جہاں میں نہ مل سکا
وہ دل کہ جو نہ ہو غمِ پنہاں لئے ہوئے

لیتا ہے جس سے مایۂ صد رنگ و بو چمن
ایسا بھی داغ ہے دلِ سوزاں لئے ہوئے

آزاد جب ہوا تو یہ سمجھا اسیرِ غم
شامِ قفس تھی صبحِ گلستاں لئے ہوئے

دامن سمجھ کے ان کا رہا بے خودِ نشاط
میں تھا اگرچہ اپنا گریباں لئے ہوئے

اہلِ بہار میں کوئی ایسا نہ مل سکا
جو گلستاں میں ہو غمِ زنداں لئے ہوئے

محشر پہ مجھ کو شورشِ ہستی کا ہے گماں
اب تک ہوں یادِ خوابِ پریشاں لئے ہوئے

جنگل کی وسعتوں میں بگولے اِدھر اُدھر
پھرتے ہیں کس کا سازِ غزل خواں لئے ہوئے

جس میں ہیں چند اشکِ ندامت ترے حضور
آیا ہوں میں وہ گوشۂ داماں لئے ہوئے

تاریکیوں میں دہر کی پہلے پہل الم
آئے تھے آپ شمعِ فروزاں لئے ہوئے